© rasailojaraid.com

ترجمۃ القرآن

قسط ۱

(شیخ الحدیث مولانا عبد العزیز علوی)

لفظ ترجمہ

عربی زبان میں مختلف معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ تبلیغ الکلام لمن لم یبلغہ

جس تک بات نہ پہنچی۔ اس تک بات پہنچانا۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

ان الثمانین و بلّغتها
قد احوجت سمعی الیٰ ترجمان

بے شک اسی برس اور تو بھی اس عمر کو پہنچے نے میری قوت سامعہ کو ترجمان کا محتاج بنا دیا ہے۔

۲۔ تفسیر الکلام بلغتہ الّتی جاء بہا

کلام کی اس زبان میں تفسیر و تشریح کرنا جس زبان میں وہ وارد ہوئی ہے اس لیئے حضرت ابن عباسؓ کو ترجمان القرآن کہا جاتا ہے۔ اور ترجمان مفسر کو بھی کہتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۳- تفسیر الکلام و بیان معناہ بلغۃ اخری

کسی دوسری زبان میں کلام کا مفہوم و معنی بیان کرنا۔ اقرب الموارد میں ہے ترجم الکتاب فسرہ بلغۃ اخری دوسری زبان میں اس کی تفسیر کی۔

ترجم کلامہ:۔ فسرہ بلسان آخر۔ دوسری زبان میں اس کی کلام کی وضاحت کی۔

حافظ ابن کثیر اور امام بغوی کہتے ہیں

ان كلمة ترجمة تستعمل في لغة العرب بمعني التبيين مطلقا ،

عربی زبان میں ترجمہ کا لفظ مطلقا تبیین و وضاحت کے مفہوم کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ سواء اتحدت اللغۃ ام اختلفت، زبان ایک ہو یا بدل جائے۔

۴- نقل الکلام من لغۃ الی اخریٰ

کلام کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنا۔

المعجم الوسیط میں ہے ترجم کلام غیرہ۔ وعنہ نقلہ من لغۃ الیٰ اخریٰ۔ دوسرے کی کلام کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کیا۔ لسان العرب میں ہے

الترجمان هوالذی یترجم الکلام ای ینقله من لغة الی اخری

ترجمان وہ ہے جو کلام کا ترجمہ کرتا ہے یعنی اسے ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرتا ہے۔

۵- ترجمۃ الرجل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ذکر سیرتہ واخلاقہ ونسبہ۔ کسی انسان کی سیرت واخلاق اور اس کے نسب کا تذکرہ کرنا۔

۶۔ ترجمۃ الباب
اس کے مقصود ومراد کو بیان کرنا۔

ترجمہ کا عرفی معنی

عرف عام کے اعتبار سے ترجمہ کا لفظ چوتھے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی

التعبیر من معنیٰ کلام فی لغۃ بکلام اخریٰ مع الوفاء بجمیع معانیہ و مقاصدہ۔

ایک زبان سے کلام کے معنی کو دوسری زبان میں اس طرح ادا کرنا کہ اس کے تمام معانی اور مقاصد قائم رہیں۔

ترجمہ کی اقسام

عرفی اعتبار سے ابتدائی طور پر ترجمہ کی دو قسمیں ہیں

۱۔ ترجمہ حرفیہ۔ ۲ ترجمہ تفسیر۔

ترجمہ حرفیہ (جس کو ترجمہ لفظیہ یا ترجمہ مساویہ بھی کہا جاتا ہے) کا مفہوم ہے

نقل الفاظ من لغتہ الی نظائرھا من اللغۃ الاخری بحیث یکون

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

النظم موافقا لا نظم والترتیب موافقا للترتیب۔

ایک زبان کے کلمات کو دوسری زبان میں اس طرح منتقل کیا جائے کہ اصل زبان کی نظم و ترتیب برقرار رہے گویا ایک لفظ کی جگہ اس کا دوسری زبان میں ہم معنی لفظ رکھ دیا گیا ہے۔

بعض حضرات نے ترجمہ حرفیہ کی تعریف اس طرح کی ہے۔

نقل الكلام من لغة الى اخرىٰ مع مراعاة الموافقة فى النظم والترتيب والمحافظة على جميع معانى الاصل المترجم

کلام کو ایک زبان سے دوسری زبان میں اس طرح نقل کیا جائے۔ کہ اصل کی نظم و ترتیب برقرار رہے اور اس کے تمام معانی بھی محفوظ رہیں۔

الترجمۃ التفسیریۃ

جس کو ترجمہ معنویہ یا ترجمانی کا نام دیا جاتا ہے۔ یعنی

شرح الكلام و بيان معناه بلغة اخرىٰ بدون مراعاة النظم والترتيب و بدون المحافظة على جميع معانيه المرادة منه

کلام کی تشریح و تفسیر کرنا اور اس کے معنی کو دوسری زبان میں نظم و ترتیب کی پابندی اور تمام معانی مقصودہ کی رعایت کئے بغیر بیان کرنا۔

تفسیری ترجمہ میں اصل زبان کی نظم و ترتیب کی پابندی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے معنی و مفہوم کو اپنے الفاظ میں بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور اس میں نظر معانی اصلیہ پر ہوتی ہے یعنی وہ معنی جو مدلولات الفاظ سے سمجھا جاتا ہے اور جو انسان بھی اس لفظ کا معنی جانتا ہے وہ اس کو سمجھ جاتا ہے۔ معانی ثانویہ یعنی وہ معانی جو الفاظ کے سیاق و سباق سے [illegible] ہیں وہ اس میں ملحوظ نہیں ہوتے۔ اسی بناء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر یہ کہا جاتا ہے کہ معانی اصلیہ کے اعتبار سے تفسیری ترجمہ ممکن ہے اور معانی ثانویہ کے اعتبار سے ممکن نہیں۔

حرفی ترجمہ میں مترجم اصل زبان کے ہر ہر لفظ پر الگ غور کرتا ہے پھر دوسری زبان کا اس کے ہم معنی (مترادف) لفظ رکھ دیتا ہے۔ اس طرح ہر کلمہ کی جگہ دوسری زبان کا کلمہ رکھ دیا جاتا ہے۔ نظم و ترتیب قائم رہتی ہے۔ اسی وجہ سے اصل زبان کا مفہوم و معنی سمجھنے میں پیچیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ مختلف زبانوں میں لفظ کا موقعہ استعمال اور محاورات الگ الگ ہوتے ہیں۔ لیکن تفسیری ترجمہ میں مترجم اصل زبان کے پورے جملہ یا کلام پر غور و فکر کرتا ہے۔ پھر اصل کا جو مفہوم و معنی وہ سمجھتا ہے اس کو اپنے الفاظ میں بیان کر دیتا ہے۔ اس میں اصل زبان کی نظم و ترتیب کی پابندی کو قائم رکھنا ضروری نہیں ہوتا۔ اس کو مثال سے اس طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے

ولا تجعل یدک مغلولة الیٰ عنقک ولا تبسطها کل البسط فتقعد ملوماً محسورا (سورة اسراء)

اس کا حرفی ترجمہ اس طرح ہو گا۔ اور نہ کر ہاتھ اپنا بندھا ہوا طرف گردن اپنی کے اور نہ کھول اس کو پورا کھولنا پس تو بیٹھ رہے گا الزام کھایا ہارا ہوا۔

ظاہر ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت کے لفظی و حرفی ترجمہ سے اس آیت کا اصل مدعا و مقصد واضح نہیں ہوتا بلکہ ہاتھ کا گردن سے باندھنا اور اس کا بالکل کھلا چھوڑنا۔ ایک عجیب سا مفہوم نظر آتا ہے۔ لیکن جو مترجم اس کا تفسیری ترجمہ کرے گا۔ وہ اس میں اسراف و تبذیر اور بخل و تقتیر کا نقشہ اس انداز سے پیش کرے گا۔ کہ ترجمہ پڑھنے والے کے دل میں بخل و فضول خرچی کی قباحت جاگزین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو جائے۔ اس لئے مترجم کیلئے ضروری ہے کہ وہ

۱۔ دونوں زبانوں کے الفاظ کے وضعی معنی سے آگاہ ہو۔

۲۔ دونوں زبانوں کے اسالیب اور امتیازات سے آگاہ ہو۔

۳۔ ترجمہ میں ایسا لفظ استعمال کرے جو اصل لفظ کی جگہ لے سکے اور اصل سے بے نیاز کردے اور ترجمہ، حکایت ونقل کی بجائے اصل معلوم ہو۔

۴۔ ترجمہ میں اصل کا مفہوم و معنی پوری طرح ادا کرے۔ اگر ترجمہ حرفی و لفظی ہو گا تو اس میں مزید دو باتوں کی رعایت رکھنی ہو گی۔

۱۔ جس زبان میں ترجمہ کر رہا ہے اس میں اصل زبان کے مفردات کے ہم معنی (مترادف) مفرد الفاظ موجود ہوں تاکہ ترجمہ کا ہر لفظ اصل کے ہر لفظ کی جگہ لایا جا سکے۔

۲۔ دونوں زبانوں میں ضمائر مستترہ اور روابط یکساں قسم کے موجود ہوں تاکہ مفردات کو جوڑ کر، کلام کی شکل دی جا سکے۔ لیکن ان دونوں شرطوں کا پایا جانا۔ یعنی ترجمہ کے مفردات اصل کے مفردات کے ہم معنی ہوں اور دونوں زبانوں میں یکساں قسم کی ضمائر مستترہ اور روابط ہوں۔ بہت مشکل ہے۔ اس لئے بعض حضرات نے ترجمہ لفظی کی دو قسمیں کی ہیں۔

۱۔ ترجمہ حرفی بالمثل۔ ۲۔ ترجمہ حرفی بغیر المثل

ترجمہ بالمثل کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن کا ایسا ترجمہ کیا جائے جو ہر اعتبار سے اصل کی مانند ہو یعنی ترجمہ کے مفردات۔ قرآنی مفردات کی جگہ اور ترجمہ کا اسلوب و انداز، قرآنی اسلوب و انداز کی جگہ لے سکے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلے کہ قرآنی الفاظ و تراکیب جس اعجازی شان کی حامل ہیں اور جن احکام و مسائل پر حاوی ہیں وہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجمہ کے اندر بلا کم و کاست سما جائیں۔ اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ قرآن کا ایسا ترجمہ ممکن نہیں جو اعجاز قرآن اور ہدایت قرآن دونوں کا حامل ہو۔

ترجمہ بغیر المثل کا مفہوم یہ ہے کہ مترجم اپنی استطاعت کی حد تک قرآن کریم کا صحیح صحیح ترجمہ کرے۔ جو اصل کی جگہ لے سکے۔ ظاہر بات ہے ایسا ترجمہ تو ہو سکے گا لیکن نظم قرآن اور اس کے مفہوم و معنی میں خلل پیدا ہو جائے گا۔ جیسا کہ سورہ اسراء کی آیت کے لفظی ترجمہ سے یہ بات واضح ہو چکی ہے۔

تفسیری ترجمہ میں چونکہ کلام کا معنی و مقصد دوسری زبان میں بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اصل کلام کی نظم و ترتیب اور تمام معانی مقصود، اولیہ ہوں یا ثانویہ کی پابندی نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ ترجمہ ممکن ہے لیکن یہ ترجمہ قرآن کی جگہ نہیں لے سکتا اور قرآن نہیں کہلا سکتا۔ کہ اس کی تلاوت پر اکتفا کیا جا سکے یا اس کی نماز میں تلاوت ہو سکے۔ ہاں غیر عربوں کو قرآن کے معانی و مطالب سمجھانے کیلئے اس کو اپنائے بغیر چارہ نہیں۔

تفسیر قرآن

ترجمہ قرآن سے اوپر کا درجہ تفسیر قرآن کا ہے۔

تفسیر کا لغوی مفہوم و معنی

تفسیر کا لفظ فسر سے ماخوذ ہے اور فسر باب ضرب اور نصر دونوں سے آتا ہے۔ اور فسر کا معنی کشف و ابانہ ہے۔ اقرب الموارد میں ہے فسر الشئی (ن۔ ض) فسرہ أبانہ و أوضحہ ۔ کو بیان کیا اور واضح کیا فسر المغطی ۔ پردہ کو اٹھا دیا۔ لسان

©rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

العرب اور تاج العروس میں بھی یہی معنی کیا گیا ہے۔

فسر الطبیب فسراً و تفسرۃ نظر الیٰ بول المریض یستدل بہ علی مرضہ (فتح الباری)

طبیب نے بیمار کی بیماری کی تشخیص کے لئے اس کے بول کا جائزہ لیا۔

بعض حضرات کے نزدیک فسر سفر سے مقلوب ہو کر بنا ہے جیسا کہ جبذ اور جذب کی صورت حال ہے۔ کہتے ہیں۔ سفرت المراۃ عورت نے چہرے سے پردہ اٹھا دیا۔ اس سے اسفر الصبح کا محاورہ ماخوذ ہے۔ لیکن علامہ راغب کے نزدیک

الفسر والسفر یتقارب معناھماکتقارب لفظیھما لکن جعل الفسر لاظھار المعنی المعقول وجعل السفر لابراز الاعیان للابصار

فسر اور سفر قریب المعنی ہیں جیسا کہ یہ لفظاً قریب ہیں۔ لیکن فسر کا لفظ غیر محسوس یعنی معانی معقولہ کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور سفر کا لفظ محسوس و موجود اشیاء کو نظروں کے سامنے کھولنے کیلئے آتا ہے۔

صاحب لسان العرب نے تفسیر کا معنی کیا ہے۔ کشف المراد عن اللفظ المشکل، مشکل لفظ کے معنی و مراد کو کھولنا۔ اور بقول بعض التفسیر

یستعمل لغۃ فی الکشف الحسی و فی الکشف عن المعانی المعقولہ واستعمالہ فی الثانی اکثر۔

تفسیر کا لفظ لغوی طور پر محسوس چیز کے کھولنے کیلئے اور معانی معقولہ کی وضاحت کیلئے استعمال ہوتا ہے اور اس کا عام استعمال معانی معقولہ کے بیان کیلئے آتا ہے۔

محسوس چیز کے کشف کیلئے استعمال کی مثال ابوحیان کے اس قول سے ملتی ہے کہ یطلق التفسیر علی التعریۃ للانطلاق، تفسیر کا لفظ گھوڑے کی پشت کو اس لئے ننگا

© rasailojaraid.com